از ادبیت دلی کہ حرم انوار حق تعالیٰ و محل اسرار جل و علیٰ است با سفل سافلین افتد چہ دور است"

اس کے بعد ایک رباعی نقل کی ہے۔ ع

روزے آں بتو بودم و نمیدانستم شب با تو غنودم و نمیدانستم
ظن بردہ بودم ودش کہ من جملہ منم من جملہ تو بودم و نمیدانستم

اور پھر تلقین یاد الٰہی یوں کرتے ہیں۔

"بے یاد خدا زیستن بصورت مرگ ست بلکہ بمنزلہ مرگ" سعادت در عبادت و شقاوت در فراغت" پر سیکہ رہنے تو دیتے ہیں! سبحان اللہ۔ ان چند فقروں میں دریا بھر کر رکھدیا ہے۔ کیا پر خلوص تعلیم ہے اور اخلاق کی بنیاد۔ آج کل یہ کہاں نصیب۔ یہ یاد خدا ہی تو ذکر الٰہی ہے جس سے قلب صفا ہوتا ہے اور جو انقلاب کی اولین خشت ہے۔ ذرّہ یاد آگاہی بہ از ہزار بادشاہی! اور طالب مولا از ہمہ اولیٰ۔ یہی چیز ہے جو تفصیلاً حضرت شاہ ولی اللہؒ نے ہم تک پہنچائی۔

انفاس رحیمیہ تو تیس بتیس صفحہ کا رسالہ ہے مگر جب اسکی تعلیم شاہ محمد کے ذہن میں اتری تو سمندر بنکر ٹھاٹھیں مارنے لگی۔

مخلص عبدالرشید عفی عنہ کراچی

مکرم و محترم.....

..... شاہ ولی اللہ اکیڈمی کے متعلق آپ کا پمفلٹ ملا۔ از حد خوشی ہوئی۔ کیونکہ بندہ بھی حضرت شاہ ولی اللہ کی تعلیمات و فلسفہ کا عاشق ہے۔ بندہ کے بھی عزائم تھے کہ اس حکیم الامتؒ کی تعلیم کو عام کیا جائے۔ اور عالم اسلام کو ان کی جلیل القدر خدمات سے روشناس کیا جائے میں نے آپ کے علوم کو نشر کرنے کے چند ارادے کر رکھے ہیں، جو اس توقع میں پیش خدمت ہیں کہ اس عاجز کو بھی اس کار خیر میں شریک کیا جائے۔

۱۔ آپ کے فارسی ترجمے مع مختصر حاشیے کو جو فتح الرحمان کے نام سے موسوم ہے، اردو میں منتقل کیا جائے۔ اگرچہ شاہ رفیع الدینؒ کا ترجمہ اسی ترجمے سے ماخوذ ہے۔ لیکن وہ دلی کی پرانی زبان میں ہے۔ اور اردو میں جدید محاورے اور الفاظ کافی آچکے ہیں۔ اس لئے اس ترجمے کی اشد ضرورت ہے اس کا نام اردو ترجمہ

شاہ ولی اللہ رکھا جائے تاکہ اردو داں حضرات شاہ ولی اللہ کے فارسی ترجمے سے مستفید ہو سکیں بندہ اس خدمت کے لئے تیار ہے

۲۔ حضرت شاہ ولی اللہ نے اس مختصری تفسیر اور علم تفسیر پر الفوز الکبیر تصنیف کرنے کے علاوہ قرآن مجید کی بعض اور آیات کی بھی محققانہ تفسیر کی ہے۔ جو ان کی مختلف تصانیف میں کہیں کہیں مذکور ہے جیسے کہ ازالۃ الخفا اور تفہیمات میں۔ ان تفسیر کو جمع کیا جائے اور اس مجموعے کا نام تفسیر شاہ ولی اللہ رکھا جائے۔ اس میں فوز الکبیر اور فتح الخبیر بھی شامل ہو۔

۳۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے تفہیمات میں جگہ جگہ علم کلام پر بحثیں کی ہیں اور اس ضمن میں عقائد کے متعلق اپنا نقطہ نظر پیش فرمایا ہے۔ میں انہیں جمع کر کے ان کا اردو ترجمہ کرنا چاہتا ہوں تاکہ علم کلام میں شاہ صاحب نے جو تجدید کی ہے وہ سامنے آجائے

۴۔ حضرت شاہ صاحب کی بعض عبارتوں پر بعض اہل علم نے اعتراض کئے ہیں، جیسے کہ بعض تصوف کی عبارتیں ہیں۔ چونکہ یہ اعتراض کرنے والے اس طریقے کے راہرو نہ تھے اس لئے انہوں نے خواہ مخواہ حضرت شاہ صاحب کو مورد طعن بنایا ہے ان اعتراضات کا جواب دیا جائے۔

۵۔ آپ کی جملہ تصانیف سے مختلف مسائل کا استنباط کر کے ان کے متعلق مستقل رسائل شائع ہوں۔

۶۔ آپ کی ایک جامع سیرت مدون کی جائے۔

محمد ابو الخیر اسد مدنی

مخدوم رشید (ملتان)

مکرمی۔۔

۔۔۔۔۔ مجلہ "الرحیم" بابت ماہ جون ۶۳ء نظر سے گذرا۔ مجھے یہ دیکھ کر بڑی مسرت ہوئی کہ سندھ میں بھی ایسے اچھے اہل علم حضرات موجود ہیں۔ جو شمع علم کو فروزاں کرنے کی اہلیت تامہ رکھتے ہیں۔ امید ہے کہ شاہ ولی اللہ اکیڈمی کے تحت مذکورہ مجلہ اپنے قارئین کو مطمئن رکھنے میں کامیاب ہوگا۔ لیکن اس شمارہ میں زیادہ تر ایسے نظریاتی مسائل پر زور دیا گیا ہے جو نہ تو موجودہ فلسفہ کی سطح کے ہم پایہ ہیں اور نہ ہی علمی دنیا میں عمل صالح کے محرک ہو کر سود مند ہو سکتے ہیں۔ مثلاً بیشتر مقالہ نویسوں نے شاہ صاحب ممدوح کے نظریہ (وحدت الوجود) اور وحدت الشہود کو اپنا مطمع نظر بنایا حالانکہ یہ نظریہ چاہے صحیح ہو یا غلط، محض ایک خیال ہی خیال ہے اور اس سے موجودہ زوال زدہ تہذیب مسلم کا اچا نہیں ہوگا! اس نظریہ کو غالب نے ایک ہی شعر میں جس خوبی سے ادا کیا وہ ان طویل مقالوں سے بلند تر ہے